بسم اللہ الرحمن الرحیم

ڈیڑھ تولہ سونا اور جہیز کا سامان ہو تو زکوۃ و قربانی کا حکم

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میرے پاس ڈیڑھ تولے سونا اور کچھ جہیز کا سامان ہے جس کے اندر چار رضائیاں، ایک پتیلوں کا سیٹ، کچھ برتن میں سٹیل کے چند برتن شامل ہیں اور شادی کے دو بھاری بھر کم جوڑے موجود ہیں، کیا مجھ پر زکوۃ اور قربانی فرض ہے؟

جواب

زکوۃ ہر مال پر لازم نہیں ہوتی بلکہ سونے چاندی، روپے پیسے، پرائز بانڈ اور مال تجارت پر لازم ہوتی ہے، جسے شریعت کی اصطلاح میں مال نامی کہتے ہیں۔ اسی میں چرائی کے جانور شامل ہیں۔ پوچھی گئی صورت میں سونے کے علاوہ کوئی چیز مالِ نامی نہیں۔ پھر تنہا سونے پر بھی زکوۃ اس وقت فرض ہے جب وہ پورے ساڑھے سات تولہ ہو یا اس کے ساتھ دیگر زکوۃ والے مال مل کر ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کو پہنچ جائیں۔ اگر اس سے کم ہو تو زکوۃ فرض نہیں ہوتی۔

پوچھی گئی صورت میں اگر ڈیڑھ تولہ سونے کے ساتھ حاجتِ اصلیہ اور قرض سے زائد اموالِ زکوۃ میں سے کوئی مال موجود ہو جیسے چاندی، مالِ تجارت، پرائز بانڈ، حاجت سے زائد کچھ بھی رقم اگرچہ سو پچاس روپے اضافی موجود ہوں، تو اگر ان سب کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کے برابر ہو تو زکوۃ فرض ہوگی۔ البتہ اگر صرف اور صرف ڈیڑھ تولہ سونا ہو اور بیان کردہ اموالِ زکوۃ میں سے کوئی مال موجود نہ ہو، یہاں تک سو پچاس روپے بھی اضافی موجود نہ ہوں (اگرچہ یہ بہت مشکل ہے) تو زکوۃ فرض نہیں ہوگی۔

جہاں تک قربانی کا معاملہ ہے، تو قربانی کے لیے مال نامی ہونا شرط نہیں، لہذا قرض اور حاجت اصلیہ کو نکال کر ڈیڑھ تولہ سونے کے ساتھ اگر حاجت سے زائد جہیز کے سامان، برتن، جوڑے مل کر مجموعی طور پر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچے، تو قربانی واجب ہوگی، جبکہ دیگر شرائط بھی پائی جائیں۔

زکوۃ میں مال نامی ہونے کی شرط سے متعلق فتاوی ہندیہ میں ہے: "(ومنها كون النصاب ناميا) حقيقة بالتوالد والتناسل والتجارة أو تقديرا بأن يتمكن من الاستنماء بكون المال في يده أو في يد نائبه وينقسم كل واحد منهما إلى قسمين خلقي، وفعلي هكذا في التبيين فالخلقي الذهب والفضة؛ لأنهما لا يصلحان للانتفاع بأعيانهما في دفع الحوائج الأصلية فتجب الزكاة فيهما نوى التجارة أو لم ينو أصلا أو نوى النفقة والفعلي ما سواهما ويكون الاستنماء فيه بنية التجارة أو الإسامة"

ترجمہ: زکاۃ کی شرائط میں سے ایک شرط نصاب کا نامی ہونا ہے، چاہے حقیقتاً توالد، تناسل یا تجارت کے ساتھ ہو، یا تقدیری طور پر اس

طرح کہ وہ مال بڑھانے پر قادر ہو کہ مال اس کے یا نائب کے قبضہ میں ہو۔ اور ان دونوں قسموں میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں : خلقی اور فعلی، ایسا ہی تبیین میں ہے۔ پس خلقی سونا و چاندی ہیں، کیونکہ سونا، چاندی میں اس چیز کی صلاحیت نہیں کہ حاجتِ اصلیہ پوری کرنے کے لیے بعینہ ان سے نفع اٹھایا جائے، پس ان میں زکاۃ واجب ہوگی خواہ تجارت کی نیت ہو یا اصلاً کوئی نیت نہ ہو یا خرچ کرنے کی نیت ہو اور فعلی وہ ہے جو ان دونوں (سونے چاندی) کے علاوہ ہو اور اس کا بڑھانا تجارت یا سائمہ بنانے کی نیت کے ساتھ ہوگا۔

(الفتاوی الھندیہ، جلد 1، صفحہ 174، دار الفکر، بیروت)

بہار شریعت میں ہے : "سونے چاندی میں مطلقاً زکاۃ واجب ہے، جب کہ بقدر نصاب ہوں اگرچہ دفن کر کے رکھے ہوں، تجارت کرے یا نہ کرے اور ان کے علاوہ باقی چیزوں پر زکاۃ اس وقت واجب ہے کہ تجارت کی نیّت ہو یا چرائی پر چھوٹے جانور۔" (بہار شریعت، جلد 1، حصہ 5، صفحہ 882، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

سونا اگر ساڑھے سات تولہ سے کم ہو اور اس کے ساتھ چاندی، یا حاجت سے زائد رقم، یا مال تجارت ہو، تو اُسے سونے کے ساتھ ملا کر نصاب میں ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کا اعتبار ہوگا، چنانچہ تبیین الحقائق میں ہے : "ویضم الذھب الی الفضۃ بالقیمۃ فیکمل بہ النصاب لأن الکل جنس واحد" ترجمہ : سونے کو قیمت کے اعتبار سے چاندی کے ساتھ ملایا جائے گا تاکہ نصاب مکمل ہو جائے، کیونکہ یہ سب ایک ہی جنس سے ہیں۔ (تبیین الحقائق، کتاب الزکوۃ، جلد 1، صفحہ 281، مطبوعہ قاھرۃ)

مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت علامہ مفتی وقار الدین قادری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں : "سونے کی مقدار ساڑھے سات تولے اور چاندی کی مقدار ساڑھے باون تولے ہے۔ جس کے پاس صرف سونا ہے، روپیہ پیسہ، چاندی اور مالِ تجارت بالکل نہیں، اس پر سوا سات تولے تک سونے میں زکوۃ فرض نہیں ہے، جب پورے ساڑھے سات تولہ ہوگا، تو زکوۃ فرض ہوگی، اسی طرح جس کے پاس صرف چاندی ہے، سونا، روپیہ پیسہ اور مالِ تجارت بالکل نہیں ہے، اس پر باون تولے چاندی میں بھی زکوۃ فرض نہیں ہے، جب ساڑھے باون تولہ پوری ہو یا اس سے زائد ہو، تو زکوۃ فرض ہوگی۔ لیکن اگر چاندی اور سونا دونوں یا سونے کے ساتھ روپیہ پیسہ، مالِ تجارت بھی ہے، اسی طرح صرف چاندی کے ساتھ روپیہ پیسہ اور مالِ تجارت بھی ہے، تو وزن کا اعتبار نہ ہوگا، اب قیمت کا اعتبار ہوگا، لہٰذا سونا چاندی، نقد روپیہ اور مالِ تجارت سب کو ملا کر، اگر ان کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے برابر ہو جائے، تو اس پر زکوۃ فرض ہے۔"

(وقار الفتاوی، جلد 2، صفحہ 384، 385، مطبوعہ بزم وقار الدین)

قربانی کے نصاب سے متعلق بدائع الصنائع میں ہے : "فلا بد من اعتبار الغنی وھو أن یکون في ملکہ مائتا درھم أو عشرون دینارا أو شيء تبلغ قیمتہ ذلک سوی مسکنہ وما یتأثث بہ و کسوتہ وخادمہ وفرسہ وسلاحہ ومالا یستغنی عنہ وھو نصاب صدقۃ الفطر" ترجمہ : (قربانی واجب ہونے کیلئے) مالداری کا اعتبار ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کی ملکیت میں دو سو درہم (یعنی ساڑھے باون تولہ چاندی) یا بیس دینار (یعنی ساڑھے سات تولہ سونا) ہو، یا (حاجت اصلیہ جیسے) رہنے کا گھر، گھریلو خانہ داری کے سامان، کپڑے، خادم، گھوڑا، ہتھیار اور وہ اشیاء جن کے بغیر گزارہ نہ ہو، کے علاوہ کوئی ایسی چیز ہو جس کی قیمت اِس (یعنی ساڑھے باون تولہ

چاندی یا ساڑھے سات تولے سونے) تک پہنچتی ہو، (تو ایسے شخص پر قربانی واجب ہے) اور یہ ہی صدقہ فطر کا نصاب ہے۔ (بدائع الصنائع، جلد6، کتاب التضحیۃ، صفحہ283، دار الکتب العلمیہ، بیروت)

سیدی اعلی حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن ارشاد فرماتے ہیں: "زکوٰۃ میں مال نامی ہونا شرط ہے کہ سونا چاندی، چرائی پر چھوٹے جانور، تجارت کا مال ہے وبس، اور سال گزرنا شرط ہے، صدقہ فطر و قربانی میں یہ کچھ درکار نہیں کمافی جمیع الکتب (جیسا کہ سب کتابوں میں ہے)۔" (فتاوی رضویہ، جلد10، صفحہ294، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ بہار شریعت میں فرماتے ہیں: "جو شخص دو سو درہم یا بیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا (علاوہ) کسی ایسی چیز کا مالک ہو، جس کی قیمت دو سو درہم ہو، وہ غنی (صاحب نصاب) ہے، اوس پر قربانی واجب ہے۔ حاجت سے مراد رہنے کا مکان اور خانہ داری کے سامان، جن کی حاجت ہو اور سواری کا جانور اور خادم اور پہننے کے کپڑے، ان کے سوا (علاوہ) جو چیزیں ہوں، وہ حاجت سے زائد ہیں"۔ (بہارِ شریعت، جلد3، حصہ15، صفحہ333، مکتبۃ المدینہ، کراچی)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: FAM-1328

تاریخ اجراء: 24ربیع الاول1448ھ/07ستمبر2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)

www.fatwaqa.com | daruliftaahlesunnat | DaruliftaAhlesunnat

Dar-ul-ifta AhleSunnat | feedback@daruliftaahlesunnat.net